علماء کشمیر آئے۔ فارسی علم وادب کا ذوق مردوں سے گزر کر خواتین تک پہنچ گیا تھا چنانچہ حسن شاہ کی ملکہ بیگم شاہ اور والدہ گُل خاتون نے فارسی علم وادب کی اشاعت کے لیے مدارس تعمیر کروائے (۶)۔شاہ میری سلاطین کا آخری عہد خانہ جنگی کا عہد تھا۔اس زمانے میں علم وادب کی خدمت کی طرف دھیان مشکل سے جاتا ہے۔ تاہم مرزا حیدر دوغلات جنھوں نے اس زمانے میں کشمیر میں اقتدار حاصل کیا۔ادب اور فارسی شاعری کا اچھا ذوق رکھتے تھے۔ان کی فارسی زبان کی تصنیف تاریخ رشیدی کشمیر کی تاریخوں میں اہمیت رکھتی ہے(۷)۔

چک سلاطین کے عہد میں فارسی زبان وادب کو پھر فروغ حاصل ہونے لگا۔حسین شاہ چک نے بہت سے فارسی شعراء کی سر پرستی کی جن میں سر برآوردہ مُلا نامی اول وثانی، بابا طالب اصفہانی، میر علی اور مولانا مہدی قابل ذکر ہیں۔حُسین چک کے بعد یوسف شاہ کے زمانے میں بھی فارسی علم وادب کو خاصا فروغ نصیب ہوا۔حالانکہ یہ زمانہ سیاسی خلفشار کا تھا۔اس کے باوجود سید علی کی تاریخ کشمیر اسی عہد میں لکھی گئی (۸)۔اگر چہ یہ کتاب نایاب ہے لیکن اپنی ضخامت، ہمہ پہلو ہونے اور واقعات وحالات کی بنیاد پر یہ ایک معتبر کتاب تصور کی جاتی ہے۔ چک عہد کے آخری ایام میں حضرت مخدوم شیخ حمزہؒ کا روحانی فیض جاری ہوا جس سے سیراب ہو کر فارسی کے اچھے عالم، مصنف اور شاعر کشمیر میں پیدا ہوئے۔مخدومؒ کے بھائی بابا علی رینہ فارسی کے اچھے عالم تھے۔اُنہوں نے عارفوں کا ایک بسیط تذکرہ فارسی زبان میں تذکرۃ العارفین کے عنوان سے تحریر کیا(۹)۔

مغلوں نے کشمیر میں فارسی علم وادب کو خاصا فروغ دیا اور بڑی تیزی سے فارسی نظم ونثر لکھنے کا رواج پیدا ہوا۔مغل بادشاہ اکبر نے اپنے عہد میں فارسی زبان وادب کی بھر پور ترویج کی ۔کشمیر کی تاریخ کی ابتدائی کتاب راج ترنگنی جسے پنڈت کلہن نے ۱۱۴۹ء میں سنسکرت زبان میں تحریر کیا۔اس کتاب کے فارسی ،اُردو، انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔فارسی زبان میں اس کتاب کا ترجمہ اکبر کے حکم پر پہلی مرتبہ ۱۵۸۹ء میں مشہور عالم مُلا شاہ محمد نے اور دوسری مرتبہ ۱۵۹۰ء میں مُلا عبدالقادر نے بحرالاثمار کے عنوان سے کیا (۱۰)۔مُغلیہ عہد میں شیخ جمال الدین ، بابا اسماعیل کبروی اور ملا یونس راشدی جیسی عظیم ہستیاں پیدا ہوئیں جنھوں نے علم وادب اور شعر وسخن کے میدان میں عروج حاصل کیا۔مغلوں نے کشمیر میں علم وادب کو پھیلانے کے لیے مدارس کے جال بچھائے۔ان مدارس کو حکومتی سر پرستی حاصل ہوتی تھی اور وہاں بڑے بڑے جید علماء علم پھیلانے میں ہمہ وقت مصروف عمل رہتے تھے۔مغلیہ عہد میں فارسی زبان میں کچھ تذکرے (سوانح عمریاں) بھی لکھے گئے ۔ اُن میں میرم بزاز کا تذکرہ مرشدین (۱۵۷۵ء) ،بابا داؤد مشکاتی کا اسرار

الابرار (۱۶۵۳) اور مُلّا ذہنی کا تذکرہ شعرائے کشمیر (۱۶۵۵) کافی مشہور ہیں (۱۱)۔ اکبر بادشاہ کے عہد ہی میں ۱۵۹۶ء میں اسی کے حکم پر جمال الدین انجو نے فارسی لغت کو ترتیب دینے کا کام شروع کیا اور عہد جہانگیر میں ۱۶۰۸ء میں یہ کام مکمل ہوا اور اسے فرہنگ جہانگیر کا نام دیا گیا (۱۲)۔

کشمیر میں فارسی کی تعلیم و تدریس مسلم حکومت کے قیام کے فوراً بعد شروع ہو گئی تھی۔ رفتہ رفتہ اس کی جڑیں وادی میں مضبوط ہوتی گئیں لیکن بلند پایہ شعر و سخن کا آغاز عہد مغلیہ سے ہوا۔ ۱۶۰۵ء میں اکبر کی وفات کے بعد شہزادہ سلیم المعروف نورالدین جہانگیر ہندوستان کے تخت پر متمکن ہوا۔ اس کے عہد میں بھی فارسی زبان و ادب کو خوب فروغ نصیب ہوا۔ کشمیر کی سب سے زیادہ مشہور فارسی تاریخ کی کتاب تاریخ حیدر اسی کے عہد میں ۱۶۱۷ء میں تحریر کی گئی۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں کشمیر کے مہاراجوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جبکہ دوسرے حصے میں ایران اور ترکستان کے ہم عصر بادشاہوں کی تفصیل درج ہے۔ اسی عہد میں ۱۶۱۵ء میں فارسی زبان میں تاریخ کی ایک مشہور کتاب بہارستان شاہی تحریر کی گئی۔ اس کتاب میں کشمیر کے شاہ میری عہد اور اہم صوفیاء کا تذکرہ کیا گیا ہے (۱۳)۔

جہانگیر کی وفات کے بعد اس کا تیسرا بیٹا خرم خان المعروف شاہ جہاں ہندوستان کا بادشاہ بنا۔ اسی کے عہد میں ممتاز ترین مفکر مُلا محسن فانی نے فارسی ادب میں کشمیری تہذیب و تمدن کی روح کو سمویا اور اُجاگر کر کے رکھ دیا۔ انہوں نے ۱۶۴۵ء میں دبستان مذاہب ایسی شہرہ آفاق کتاب فارسی زبان میں تصنیف کی (۱۴)۔ اس کتاب کے بارہ ابواب ہیں۔ جس میں سارے مذاہب اور صوفیوں کے عقائد و نظریات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب غیر متعصبانہ اور غیر جانبدارانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب انگریزی اور فرانسیسی کے علاوہ دوسری کئی ایک زبانوں میں منتقل ہو چکی ہے۔ اسی عہد میں ۱۶۵۳ء میں بابا داؤد مشکواتی نے فارسی زبان میں اسرار الابرار کے نام سے ایک کتاب تحریر کی۔ جس کا قلمی نسخہ جموں و کشمیر لائبریری سرینگر میں محفوظ ہے۔ ملا محمد صادق نے ایک اہم تصنیف ۱۶۳۶ء میں طبقات شاہ جہانی کے عنوان سے تحریر کی۔ محمد صادق کی ہمہ گیر طبیعت نے ایک قاموس جیسی تصنیف کی تجویز بنائی تھی۔ جس میں دور خلافت سے لے کر اپنے عہد کی تاریخ اولیاء اور شعراء کا تذکرہ شامل کرنے کی ان کی سعی تھی لیکن ان کی یہ تجویز عملی جامہ نہ پہن سکی بلکہ کتاب صرف آل تیمور تک محدود ہو کر رہ گئی۔ اس کے باوجود یہ کتاب دور تیمور کا ایک عمدہ تذکرہ ہے (۱۵)۔

داراشکوہ جو شاہ جہاں کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اس کے کشمیر میں قیام سے بھی فارسی کے ذوق کو

تحریک نصیب ہوئی ۔ داراشکوہ نے ۱۶۴۶ء میں فارسی زبان میں کشمیر میں قیام کے دوران تین کتب سکینۃ الاولیاء، رسالہ حق نما اور سرِ اکبر تحریر کیں (۱۶)۔ ان کتب میں انہوں نے اپنے استاد میاں میر کی حیات و خدمات کا تذکرہ کیا ہوا ہے۔

اورنگزیب عالمگیر جو شاہ جہاں کا تیسرا بیٹا تھا۔ اس کے عہد میں بھی فارسی ادب کی ترویج کے لیے خاطر خواہ کام ہوا۔ اورنگزیب کی بیٹی زیب النساء بیگم نے عربی تفسیر کبیر کو فارسی زبان میں تحریر کیا اور بعد میں اسے زیب التفسیر کا عنوان دیا گیا (۱۷)۔ خواجہ محمد اعظم نے اسی دور میں ۱۷۴۶ء میں تاریخ کشمیر سے متعلق فارسی زبان میں تاریخ کشمیر اعظمی کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کی۔ اس کتاب میں کشمیر کے اہم صوفیاء کرام کا تذکرہ کیا گیا ہے (۱۸)۔ اس کتاب کا اُردو ترجمہ ۱۸۴۶ء میں مشہور عالم، مورخ اور شاعر منشی اشرف نے کیا ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس کے علاوہ اسی عہد میں مرزا اکمل دین کامل کی کتاب بحر العرفان جو چار حصوں پر مشتمل فارسی شاعری کا مجموعہ ہے جسے مصنف نے جلال الدین رومی کی مثنوی کے جواب میں لکھا جو پچاس ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ اورنگزیب عالمگیر کی ۱۷۰۷ء میں وفات کے بعد اس کے جانشینوں نے بھی علم و ادب کی ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ کشمیر میں مغلوں کا دورانیہ ۱۷۰۷ء سے ۱۷۵۲ء تک عہد متاخرین میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس عہد میں کشمیری برہمن نارائن کول عاجز نے فارسی زبان میں منتخب التواریخ کے عنوان سے کشمیر کی تاریخ سے متعلق کتاب تحریر کی جو سلاطین کشمیر سے لے کر مغلیہ عہد حکومت تک کا احاطہ کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ۱۷۲۳ء میں غافل بن عبدالصبور نے نوادر الاخبار کے عنوان سے فارسی زبان میں کشمیر میں ہندو عہد کے حوالے سے ایک کتاب تحریر کی۔ ملا ہدایت متو نے تاریخ ہدایت اللہ تحریر کی۔ جس میں کشمیر کے ہندو عہد سے افغان عہد تک کی تفصیلات درج ہیں (۱۹)۔

کشمیر سے مغلوں کے تسلّط کے خاتمے کے بعد جب افغان برسر اقتدار آئے تو وہ بھی کشمیر کی فارسی روایات سے بے تعلق نہ رہ سکے تاہم یہ ذوق اب عوام کا تھا اور حکمران طبقے کو اس سے زیادہ لگاؤ نہ تھا۔ برصغیر میں انگریزوں کی آمد اور پنجاب کے حکمران رنجیت سنگھ کی وفات نے بھی ریاست کی سیاسی تاریخ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد انگریز سکھ جنگوں کے دوران سکھوں کو نہ صرف شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ انگریزوں اور سکھوں کی چپقلش کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جموں کے مہاراجہ گلاب سنگھ نے دونوں فریقین کے مابین مصالحانہ کردار ادا کرنے کے عوض ۱۶ مارچ ۱۸۴۶ء کے معاہدہ امرتسر کے تحت کشمیر ۷۵ لاکھ

نانک شاہی سکوں کے عوض انگریزوں سے خرید کر کشمیر میں شخصی راج کا آغاز کیا۔ خواجہ ثناء اللہ قادری گلاب سنگھ کے عہد میں سو سے زائد فارسی کتابوں کے مصنف اور زبردست عالم و فاضل تھے۔ گلاب سنگھ اُن سے بے حد عقیدت رکھتا تھا۔ خواجہ ثناء اللہ نے مہاراجہ گلاب سنگھ کے خاندانی اور سیاسی حالات پر فارسی زبان میں ایک کتاب مہاراج نامہ کے عنوان سے تحریر کی (۲۰)۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں گلاب سنگھ کے حالات زندگی تا وفات اور رنبیر سنگھ کی تخت نشینی کی تفصیلات درج ہیں جبکہ دوسرے حصے میں رنبیر سنگھ کے عہد کے حالات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسی عہد میں عزیز اللہ قلندر ایک نامور ادیب گزرے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی ذہانت و قابلیت سے گلاب سنگھ کے دربار میں رسائی حاصل کی اور بہت عزت پائی۔ اُنہوں نے فارسی زبان میں واقعات کشمیر کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کی (۲۱)۔ جس میں کشمیر کے سکھ عہد کے حالات و واقعات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ان کی وفات کے بعد اُن کے دو بیٹوں میر بزرگ شاہ اور میر عنایت اللہ نے اپنے والد کی کتاب میں چشم دید معلومات کا اضافہ کیا۔

۱۸۸۵ء میں گلاب سنگھ کے مرنے کے بعد رنبیر سنگھ جانشین ہوا۔ اس عہد میں بہت سے علمی گھرانے پنجاب اور ہندوستان سے آ کر ریاست میں آباد ہوئے۔ ایمن آباد کا دیوان خاندان جو کہ علم دوست تھا اُس کے افراد حکومت کشمیر کے اعلیٰ مناصب پر فائز تھے۔ اسی خاندان کی تحریک پر ریاست میں مکتب اور پاٹ شالے کھولے گئے جہاں پنجاب کے مکتبوں کے طرز پر فارسی اور اُردو کا نصاب جاری ہوا (۲۲)۔ اسی عہد میں تاریخ، مذہب اور طب کے موضوعات پر مختلف کتب تحریر کر کے شائع کی گئیں۔ اُن قابل ذکر کتابوں میں ڈوگرہ عہد کے عالم و فاضل کرپا رام کی دو فارسی زبان میں تحریر کردہ تصنیفات بھی شامل ہیں۔ اُن میں پہلی کتاب گلاب نامہ ہے جو اُنہوں نے مہاراجہ رنبیر سنگھ کی فرمائش پر تحریر کی جس میں گلاب سنگھ اور راجگان جموں کے تاریخی کارناموں کا تذکرہ موجود ہے۔ یہ کتاب رنبیر پریس جموں نے شائع کی جبکہ دوسری فارسی زبان کی کتاب گلزار کشمیر کمشنر پنجاب جناب رابرٹس کی فرمائش پر تحریر کی گئی۔ اس کتاب میں کشمیر کی پیداوار، صنعتوں، دستکاریوں اور مختلف پیشوں کی تفصیلات درج کی گئی ہیں (۲۳)۔ پنڈت ہر گوپال خستہ رنبیر سنگھ کے عہد کا ایک مشہور جغرافیہ دان، مورخ اور شاعر گزرا ہے۔ اُس نے کشمیر کی تاریخ سے متعلق فارسی زبان میں چار کتب گلدستہ کشمیر، گلشن کشمیر، چہار گلزار اور مخزن خستہ تحریر کیں (۲۴)۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ کے عہد تک فارسی کشمیر کی سرکاری زبان کی حیثیت سے رائج رہی لیکن پرتاپ سنگھ

کے عہد میں فارسی کی جگہ اُردو کو سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا۔ پرتاپ سنگھ کے عہد کا ایک شاندار کارنامہ پیر غلام حسن کی مشہور فارسی تصنیف تاریخ حسن ہے۔ غلام حسن صاحب علم وفضل تھے۔ ان کی فارسی تصنیف چار حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ کشمیر کے جغرافیہ کا احاطہ کرتا ہے۔ دوسرے حصے میں کشمیر کی سیاسی تاریخ، قدیم ہندو راجگان، مغل وافغان سلاطین، سکھ اور ڈوگرہ حکمرانوں کے حالات درج ہیں۔ تیسرے حصے میں سادات ،مشائخ ،صوفیاء اور ریشیوں جبکہ چوتھے حصے میں کشمیر کے فارسی شعراء کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ کتاب اُنہوں نے (مصنف) نے ۱۹۰۷ء میں مکمل کر کے اور اپنی وفات سے دوسال قبل یعنی ۱۹۱۶ء میں اپنی مہر لگا کر خانقاہ معلیٰ سرینگر میں بطور وقف جمع کرادی تھی تا کہ شائقین اس سے استفادہ حاصل کرتے رہیں۔ کشمیر کے اُس وقت کے کمشنر بندوبست والٹر لارنس (عہد پرتاب سنگھ) نے اس کتاب کو بہت پسند کیا اور مصنف کو نقد انعام کے علاوہ ایک قطعہ اراضی بھی عطا کیا (۲۵)۔ فارسی کا کشمیر سے خاص ربط رہا ہے اور یہاں کی علمی وادبی زندگی پر فارسی کا بہت اثر پڑا۔ گذشتہ چھ سو برسوں میں اس سرزمین سے فارسی زبان کے ایسے عالم اور ادیب اُٹھے جن کا مقام فارسی ادب کی تاریخ میں گھٹایا نہیں جاسکتا۔ چھ سو سال کے وسیع عرصہ میں جو ادبی جدوجہد جاری رہی اس کے رجحانات مختلف زمانوں میں متنوع رہے ہیں۔ موجودہ دور میں بھی کشمیر چند سر برآوردہ فارسی شعراء سے خالی نہیں ہے۔

☆☆☆☆